٧٨٦

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

سنہ ۱۳۲۲ھ

اسلامی طرز معاشرت

پر

جناب حاجی الحرمین الشریفین آنریبل مولوی سید محمد عبد المجتبا خان صاحب
بہادر خان بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ سابق وزیر اعظم بھوپال حال مشیر رئیس بدایون

کی

تقریر

جو انجمن نعمانیہ لاہور کے سولھویں سالانہ جلسہ میں پڑھی گئی

حسب فرمائش علمائے عظام سلسلہ اکابران اسلام

انجمن ہٰذا کی طرف سے

مطبع شمس الہند لاہور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

بھائی مسلمانون کس سوچ مین ہو۔ تمہارا دین۔ تمہارا مذہب۔ تمہارے عقائد کی
تنزلی روز افزون ہے۔ ہر طرف جلسون کی دھوم۔ اور ترقی تعلیم دنیاوی
وبہبودی قوم کی نسبت تحریر وتقریر کا ہجوم ہے لیکن حسرت کی بات ہے کہ کوئی نہیں
دیکھتا ہے کہ دین وایمان کی بیخکنی ہو رہی ہے۔ اور یوماً فیوماً اسلامی علوم ابتر
ونا پدید ہوتے جاتے ہین۔ علوم دنیاویہ حاصل کرنے کی تدبیریں سرگرمی کے
ساتھ بتائی جاتی ہیں۔ مگر قومی علوم وکمالات کی حفاظت نہیں ہوتی ہے۔
کہیں ناخدا شناسوں کی مدح شد ومد سے ہوتی ہے۔ لیکن تعلیم دین کیجانب
ہر جگہہ مداہنت۔ وعلماء دین کی ہر جلسہ میں حقارت ہے۔ علوم مغربیہ کی طرف
رغبت۔ وعلوم دینیہ سے نفرت ہے۔ یہانتک کہ انگریزی دان تعلیم یافتہ کہلاتے
ہیں۔ اور عربی خوان نادان وسفہا کے زمرہ میں شمار کئے جاتے ہین۔ جو
صاحبان انگریزی پڑھنے اور پڑھوانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور تحصیل فقہ
کو فضول جانتے ہیں۔ وہ خیرخواہ۔ اور اعتقاد کی بنیاد کھودنے والے
ہمدرد قوم ہیں۔ قدیم روش واحکام شرعیہ کے پابند متعصب ومانع ترقی سمجھے
جاتے ہیں۔ اعتقاد میں فتور اس حد تک پہونچگیا ہے کہ عیاذاً باللہ ذات

واجب الوجود کی ہستی سے انکار ہے۔ نیچر ساری خدائی کا فاعل و مالک
ہے۔ لہذا اس سے سرکشی و انحراف ناقابل عفو ہے۔ حیات و ممات نیچر کے ید
قدرت میں ہے۔ نیچر کی نافرمانی موت کا باعث ہوتی ہے۔ واذا جاء اجلہم
لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ایک قول بے دلیل ہے۔ اگر حیات
کی زندگی و عیش چاہتے ہو تو حضرت نیچر کی بندگی میں مشغول رہو۔ قوم
کے بہی خواہ نیچریہ بخیریہ ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ نیچر کی راہ پر سب
چلیں۔ اور علماء کی پیروی ترک کریں۔ اور یہی سبب ہے کہ آزادانہ طریقہ
بتانے کو وہ ہر وقت موجود۔ و علوم دینیہ کی مخالفت میں ہمہ تن مصروف
ہیں۔ علماء دین ان کی آنکھوں کے خار ہیں۔ کیونکہ یہ اُن کے مقاصد
کے سد راہ ہیں۔ اگر علماء نہ ہوں تو میدان صاف و منکرات و محرمات کا
جھگڑا ختم ہو۔ آزادی رائے و انسانی زندگی بلا کھٹکا حاصل ہو۔ کلمات
کفریہ پر اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ اور حلت و حرمت کی بحث موقوف ہو
جاوے۔ وجود جن و شیطان کے منکر کو کچھ ڈر۔ اور نہ شحم خنزیر کے نوش
میں کوئی حرج ہو۔ علماء ہیں کہ خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں۔
نہ علماء ہونگے نہ مذہبی تکرار کی صورت پیدا ہوگی۔ نئی روشنی کے جنٹلمین
صاحب کا لباس اور انکی طرز معاشرت اجنبی ہے۔ جبہ انگرکھا اُن کو زیبا
نہیں۔ قلیہ و قورمہ اُنکو بھاتا نہیں۔ کوٹ و پتلون سے انکو محبت اور ولیتی
صاحب کے کارخانے کے کھانے سے انکو رغبت ہے اور بجائے فرش اسلامی
ازس کی دوکان کے اسباب ہیں۔ غریب مسلمان بھائی کی نشست ممنوع
ہے۔ دروازہ پر دربان ہے۔ جسکے ہاتھ میں فقیر اور مسافروں کا گریبان ہے۔
بیہودوں کے داخلہ کی اجازت عام ہے۔ لیکن علماء کی پروانگی میں کلام

ہے۔ ایم اے بی اے صاحب کی تعظیم ہے۔ اور علماء دین کی توہین
ہے۔ نیچریہ اور ملحدوں کی باتوں کی وقعت ہے۔ اور علماء کی نصیحتوں کی
مذمت ہے۔ بزرگانِ دین مثل حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز و مولانا بحرالعلوم
طاب اللہ ثراہما وجعل الجنۃ مثواہما کے نام نامی کی عظمت جاتی رہی۔ اور
منکرانِ دین کے نام نے شہرت پائی۔ ہر طرح سے کوشش ہو رہی ہے کہ دینیت
کا چرچا اُٹھ جائے۔ اور نیچر پرست ضبطین اہلِ اسلام کے پیشوا بنیں۔ یہ
زبان سے قوم قوم کرنیوالے ہیں۔ مگر حمیت قومی انہیں کی منحوس کارروائی سے
رخصت ہونیوالی ہے۔ چونکہ عیش و آرام کی اُمید دیجاتی ہے۔ اور جسمانی ترقیات
کے لوازم کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ خلقت کو اُنکا مذہب مطبوعِ خاطر ہے۔ انسانی طبیعت
کو آزادی و تکلیف شرع سے خلاصی کی طرف میل ہے۔ صبح غنودگی کا وقت
ہے۔ نمازِ صبح کی وقت ہے۔ شام تفریح و ہوا خوری کا ہنگام ہے۔ نمازِ
مغرب سے کیا کام ہے۔ رمضان شریف میں بھوکے رہنے کی کیا حاجت
ہے۔ صرف جہال عرب کے خون کی تیزی گھٹانے کی وہ صورت تھی
زکوٰۃ سے کیا رعایت ہے دولتمند مسلمانوں پر وہ شامت ہے۔ پُرتعب
سفرِ حج سے کیا فائدہ ہے۔ مسلمانوں کی جانوں پر اس سے تمامتر خطرہ ہے
لندن سے واپس آنیوالیکی ہر محفل میں عزت ہے۔ حاجی حرمین شریفین کو تو
دو مسجدوں کی اجازت ہے۔ الغرض اسی قسم کا سبز باغ دکھایا جاتا ہے
اور غریب مسلمانونکو گمراہ بنایا جاتا ہے۔ بھائیو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شریعتِ
اسلام میں کونسی بات ہو؟ جو دنیاوی ترقیوں کے خلاف مصلحت ہو۔ کیا اہلِ اسلام
جو اپنے فرائض مذہبی کو ادا کرتے ہیں۔ اور حلال و حرام کا لحاظ رکھتے ہیں سب کے
سب مفلس و نادار ہیں۔ کیا اسلام میں سلطنت نہیں ہے۔ کیا اس میں مالدار تاجر

اور تونگر اہل روزگار نہیں ہیں - البتہ چالیس پچاس برس پیشتر مسلمان یہاں
مرفہ الحال تھے - اور اب ان میں بیشتر محتاج و پامال ہیں - اور خاص وجہ اس
کی یہی ہے کہ اُن کے دین و اعتقاد میں ضعف آگیا - اور حلال و حرام
کا امتیاز جاتا رہا - نہ مشقت انکو گوارا - اور نہ اسراف سے انکو پرواہ ہے
ناموری کے واسطے خرچ کرنے کو ہر وقت مستعد ہیں - مگر ذوی القربیٰ و مساکین
کی جانب سے بے اعتنائی ہے - اس ملک کے مسلمانوں میں ایسی خیر جاری
تھی کہ شاید ہی کسی ذی استطاعت کو مہمانداری و غربا نوازی سے انکار
ہوتا - ہر گھر میں طالب العلم و مسافر کی فرودگاہ تھی - چونکہ اب معاملہ برعکس
ہے - خدا کی رحمت سے انکو یاس ہے - جبتک مسلمان اپنی وضع اپنے ایمان
میں ثابت قدم رہے - تبتک آثار فیض برابر اُن کے ساتھ رہے - خدا اُن
سے راضی رہا اور وہ شاد و آباد رہے - ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ
یغیروا ما بانفسھم - علم دین کی تعلیم ہر شہر و قریہ میں جاری تھی - اب
یہ نوبت پہونچی ہے کہ طہارت کے مسائل سے اکثر شریف زادے ناواقف
ہیں - اور ناواقف نہ ہوں تو کیا ہوں - گھر میں نماز کی قید نہیں اور
باہر علما کی صحبت نہیں - جہاں دو چار یکجا ہوئے علوم مغربیہ کی صفات یا
انگریزی تعلیم کی خوبیاں بیان ہوتی ہیں - طاعت و عبادت کی گفتگو سے
کیا کام - ذلت و افلاس اُس کا انجام ہے - صفات درویشوں سے حضرت
نیاچرہ کو جس قدر مناسبت ہے وہ معلوم - لیکن اگر کوئی سادہ لوح پاک
مسلمان انگریزی لباس پر معترض ہو فوراً جواب دیا جاتا ہے ع درویش
صفت باش و کلاہ تتری دار - البتہ تکلیف شرع سے آزادی حاصل کرنے
کے لئے صوفی بننے کو - اور حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کے کلام سے استدلال

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے - کوئی پردۂ عصمت کا مخالف ہے - کوئی وراثت کی تقسیم
کے قواعد پر معترض ہے - کوئی روزہ کے بدلہ میں فدیہ کا حکم جاری کرتا ہے یعنی
شریعتِ غرّا میں رخنے نکالے جاتے ہیں اور اخباروں کی وساطت سے انکی
منادی کیجاتی ہے - جو مذہبی خیالات کے حق میں سم قاتل وزہر ہلاہل ہے -
ہمارے علماء دین پر اب واجب ہے کہ اشاعتِ دین کی طرف توجہ بلیغ فرمادیں
اور مسلمانوں کو گمراہی کے فتنوں سے بچائیں - اس کو بدون تسلیم کئے اب
چارہ نہیں ہے کیونکہ علم دین کی بیقدری کے سبب سے علما کی تعداد میں ہر
جگہ کمی ہوتی جاتی ہے - تقریبًا ۵۰ سال کا عرصہ گذرا کہ شہر کلکتہ میں جناب
قاضی فضل الرحمن مرحوم وجناب قاضی عبدالباری مرحوم وجناب مولوی محمد وجیہ
مغفور کی جو وقعت تھی بالفعل کسی کی بھی نہیں ہے - علما مثل شمس العلما
مولوی ولایت حسین صاحب وشمس العلما مولوی سعادت حسین صاحب کے
موجود ہیں - لیکن چونکہ ایم اے صاحب اور بی اے صاحب کی عزت حکام
وقت کے نزدیک زیادہ ہے - ہمارے پیشوائے دین کی حالت ابتر ہے اور
یہ ہماری ہی حرکات کا نتیجہ ہے - ہم نواب صاحب اور خان بہادر صاحب
کی محفل میں حاضر ہونے کو باعث افتخار جانتے ہیں مگر بزرگانِ دین کے
سایہ سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے بدشوق لڑکے اتالیق سے - حالانکہ اہلِ علم
کی ملازمت سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے - اس وقت کیا بلکہ زمانِ
سلف میں ممکن نہوا کہ تمام لوگ علوم دینیہ پر حاوی ہوتے - پس چاہئے کہ
ہر قوم سے بعض لوگ علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھادیں - وہ دین کی
اشاعت اور عوام کی ہدایت فرمادیں - چونکہ علما حوائج بشریہ سے مبرا نہیں
ہیں برادرانِ دین پر لازم ہوگا کہ جان و مال سے اُن کی توقیر و تائید کریں

اُن سے محبت رکھین۔ اُن کی امداد مین سرگرم رہین۔ اُنکے اخراجات
ضروریہ کے متکفل بنین۔ تاکہ علومِ دینیہ حاصل کرنے کی تشویق ہو۔
اور علما کی تعداد اُس حد تک پہونچ جائے اور مدام قائم رہے۔ جو
ہمارے ضروریات دین کے لئے کافی و وافی ہو۔ اور ہم اُنکی رہنمائی
کی بدولت دیندارانہ گذران کے لائق ہوکر مستحق رحمتِ ایزدی ہوتے۔
قیامت کی کھیتی کرنے کے واسطے ہم دُنیا مین آئے ہیں۔ اور ہمارے
اعمال اُس کا حاصل ہے۔ کھیتی کرنے مین آلات کی حاجت ہوتی
ہے۔ اور یہ آلات یعنے وسائل علماے دین ہین۔ وہی ہم کو بتائینگے
کہ اللہ جل شانہ جو مالکِ یوم الدین ہے۔ کس چیز سے راضی اور
کس چیز سے ناراض ہوتا ہے۔ اگر علما کو ہادی کروگے ہدایت پاؤگے۔
اور اگر بے دینون کی راہ پر چلوگے شرمندہ اُٹھوگے

طالبِ حکمت شو از مردِ حکیم
تا ازو گردی تو بینا و علیم

عام مسلمانون کو صرف مسائلِ ضروریہ جاننا چاہئے۔ طلب العلم فریضۃ
علی کل مسلم و مسلمۃ کے یہی معنی ہین۔ کہ ضرورت کے موافق ہر شخص
پر علمِ دین کا سیکھنا فرض ہے۔ جب مسائل ضروری سے واقفیت
حاصل ہوئی فرض ادا ہوگیا۔ اور اس فرض کے ادا ہونے کے بعد
لڑکے اپنے یا اپنے بزرگ کے رجحان طبیعت کے مطابق علوم دینیہ یا
دنیاویہ کی طرف مصروف ہوسکتے ہین۔ اگر عالم ہوئے خدا پاے اور
اگر ڈاکٹر اوف لا کی ڈگری حاصل کی دنیا مین سرفراز ہوئے۔ آپ پر
مخفی نہین ہے کہ قلمرو ہند مین اکثر اوقاف ہین جن کی آمدنی مین

طلبہ کا حق ہے - اگر ان آمدنیون سے متولی صاحبان نے مکتبون اور مدرسون کے طلبہ کی خدمت کی تو حق ادا ہوگا - اور واقفین کی نیت پوری ہوگی - آسان ترکیب اس حق ادا کرنے کی یہ ہے کہ گرد و نواح کے مکتبون مین کچھ کچھ چندہ اور مدرسہ کے غریب طلبہ کو وظیفہ دیا جائے - گورنمنٹ کو اس بارہ مین تکلیف دینے کی حاجت نہین ہے - ہمارے عالی گورنمنٹ کو کسی فرقہ کے معاملات مذہبی مین مداخلت منظور نہین ہے - افسوس صد افسوس جہان اس قسم کی آزادی ہو - قوم کو اپنی قومی بہبودی کی طرف دل سے رغبت نہ ہو - متولی صاحبون کو چاہئے کہ بہ طیب خاطر طلبہ کا حق ادا کرین - اُن سے اگر غفلت ہو تو مسلمانون پر واجب ہوگا کہ موجودہ قانون یعنے ایکٹ نمبر ۲۰ کے موافق کارروائی عمل مین لادین ہم کو کانگریس سے کچھ مطلب نہین ہے ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

ہم پر اپنے گھر کے انتظام کا بار ہے - ملکی بندوبست سے ہم کو کیا سروکار ہے - قومی ترقی اسی وقت ہوگی جبکہ قوم احکام شرعیہ کو بجان و دل قبول کریگی - اور ان چیزون پر عمل کریگی جو اسلام کی بنا مین بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہٗ و رسولہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ والحج و صوم رمضان - جو لوگ ان رکنون کی بجا آوری مین غفلت کرین اُن کی ترقی سے قومی ترقی کیونکر ممکن ہے - بلکہ خوف ہے کہ اُن کی پیروی سے نقصان عائد ہوگا

ع ہر کس کہ خود گم است کرا رہبری کند -

مجھہ کو یاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ لباس و پوشاک مین بازاری آدمی و اجلاف اہل مدرسہ کے پیرو تھے - اب وضع تبدیل ہوگئی - جدھر دیکھئے چلتا کوٹ و پتلون نما پاجامہ پر نظر پڑتی ہے - بعضون کا قول ہے کہ کوٹ پتلون اہل ترکستان کا لباس ہے - مانا کہ یہی ہے - مگر ہند کے مسلمانون کو ترک سے کیا تعلق ہے - وہ یورپ کے باشندے ہین - اور ہم ایشا کے رہنیوالے ہین - اگر عرب کے لباس کی تقلید کیجائے تو کچھہ مضائقہ ہوگا کیونکہ وہ ہمارے حضرت خاتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لباس تھا - افسوس کی بات ہے کہ وضع سے مسلمان معلوم نہو - اور عرفان کا محتاج ہو - پھر اکثر نسوان کی تعلیم کا جوش نئی روشنی والونکے دلونمین پیدا ہوا ہے - اگر خدا نخواستہ نئی روشنی محلونمین پھیلی تو مجھکو خوف ہے کہ اسکی تاثیر زبون تر ہوگی - عورتون کا صرف مسایل ضروریہ جاننا کافی ہے - اور اُسکی تعلیم ہر گھر مین دیجاتی ہے - نہ انکو اُس سے زیادہ تعلیم کی حاجت ہے اور نہ اُنکے لئے اسکولون کی ضرورت ہے - جب اُنکو ان لائی ٹنڈ کا لقب ملیگا اصلاحی برتاؤ کا ہر خاندان مین خاتمہ ہوگا - جسقدر مذہب کی پابندی عورتونمیں ہے وہ مردونمین نہین ہے - نئی روشنی والون کے گھرون مین اینک جو اسلام کی بو ہے وہ عورتون کی پختگی عقائد کی وجہ سے ہے - جب اُنکو بھی آزادی ملیگی اور اُن کے مذہبی خیالات بدل جائینگے تو مسلمانی صرف کتابون ہی مین رہجائیگی - غور کا مقام ہے کہ تعلیم دنیاوی سے عورتون کو کیا نفع ہوگا - مردون کی جانب سے جو اس قسم کی تعلیم پر اصرار ہے اُس سے صرف آزادی غرض ہے - ایسی آزادی سے خدا پناہ دے - ہمارے حکام وقت کی زبان انگریزی ہے - مردان کو اُس میں لیاقت حاصل کرنے کی اشد ضرورت ہے - لیکن ایک گروہ کی

توجہ علوم دینیہ کی طرف بھی ہونی چاہئیے تاکہ ہم ہدایت سے محروم نہوں۔
اگر ہم ہمہ تن دنیا طلبی مین مصروف رہے اور ہم بہت سی دولت چھوڑ
مرے تو اُس سے ہم کو عاقبت مین کیا فائدہ پہونچیگا۔ طریقِ زندگی ایسا
ہونا چاہئیے کہ دنیا مین ذلت نہو اور آخرت مین صفائی حاصل ہو۔ اگر
یہان چین و آرام ہے اور وہان عافیت نہ ملی تو زندگی عبث گئی ؂

حضرات! جو کچھ مین نے کہا اُس سے میرا مقصد کسی کی ہجو نہیں
ہے۔ چونکہ بزرگانِ دین کی چال سلامت روی کی تھی میرا مضبوط عقیدہ
ہے کہ اُن کی پیروی سے اسلام مین خوبی باقی رہیگی یہان ہم کو عافیت
ملیگی اور عاقبت مین نجات۔ اسلام مین حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ
وسلم چراغِ ہدایت کو روشن فرما چکے ہین۔ ان کی اطاعت کرنیوالون کو
نئی روشنی کی حاجت نہین ہے۔ مجھ کو حیرت ہے کہ ان لائی ٹنڈ
کا خطاب حاصل کرنے کے واسطے مسلمان اپنے گھر کے چراغ کو
جو منور اور جملہ حوادث سے محفوظ ہے کیونکر بجھانے کو چاہتے
ہین۔ نئی روشنی کی کیفیت بجنسہ کروسین کی سی ہے
بظاہر خوشنما ہے۔ مگر در و دیوار کو سیاہ کرنیوالی ہے۔

ربنا افتح بيننا وبين قومنا
بالحق وانت خير
الفاتحين ؂